مولانا محمد عبد المعبود مدظلہ۔ راولپنڈی

کسبِ حلال

مُوجبِ صد افتخار ہے باعثِ عار نہیں

"کسبِ حلال" عبادت و ریاضت کی رُوح اور جنت کی ابدی نعمتوں کے حصول کا مؤثر ذریعہ ہے۔ کوئی بھی "پیشہ" انسانی تمدن کو بامِ عروج تک پہنچانے اور ترقی کی بلند ترین منازل طے کرنے میں مرکزی کردار کا حامل ہوتا ہے "پیشہ" انسانیت کے لیے باعثِ ننگ و عار نہیں بلکہ موجبِ صد افتخار ہے کیونکہ انسانی ضروریات کی بیشتر اشیاء "پیشہ ور" لوگوں کی رہینِ منت ہیں۔ اقوامِ عالم کی فلاح و بہبود اور ترقی و خوشحالی میں "پیشہ" جزو لاینفک ہے۔

لیکن یہ بہت بڑی ستم ظریفی ہے کہ عامۃ الناس کو "پیشہ ور" کی اصطلاح مہیب معلوم ہوتی ہے جس سے نفرتوں کے طوفان اُمڈ آتے ہیں۔ اگر مہذب انداز میں "صنعت کار" جیسے خوشنما الفاظ ادا کیے جائیں تو "عظمت و وقار" کی علامت گردانا جاتا ہے، حالانکہ یہ محض الفاظ کی کرشمہ سازی ہے ورنہ حقیقت دونوں کی ایک ہی ہے۔

خالقِ کائنات نے نظامِ کائنات کو جس حُسن انداز سے ترتیب دیا ہے وہ صد قابلِ ستائش ہے نسلی اور طبقاتی تقسیم صرف پراگندہ ذہنیت کی اختراع ہے ورنہ تمدنی خوشحالی اور ترقی میں زندگی کے ہر شعبہ میں کام کرنے والوں کی اہمیت روزِ روشن کی طرح عیاں ہے۔

اسلام نے ذات پات اور رنگ و نسل کے فرق کو مٹا کر اس حقیقت کو واشگاف کر دیا ہے کہ بنی نوع انسان کا آپس میں فرق و امتیاز اور ایک دوسرے پر فضیلت و برتری کا دارومدار صرف اور صرف اکتسابِ فضائل اور اجتنابِ رذائل پر ہے۔

محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے انسانیت قومی، قبائلی اور نسلی طبقات میں بٹی ہوئی تھی۔ طبقاتی خلیج اتنی وسیع اور ان کا باہمی فرق اتنا تھا جتنا انسان اور حیوان، بندہ اور آقا، عابد اور معبود میں ہوتا ہے۔ پوری دنیا میں وحدت و مساواتِ انسانی کا تصور و خیال تک عنقا تھا۔ بعض نسلوں اور قبیلوں کو خدائی تقدیس حاصل ہونے کا دعویٰ تھا۔ بعض کے سر میں مافوق البشر ہونے کا سودا تھا۔ بعض خاندان اپنا نسب خدا سے ملاتے اور بعض سورج اور چاند سے ملاتے تھے۔ جیسا کہ یہود و نصاریٰ کا قول تھا کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے چہیتے ہیں۔ اور فراعنۂ مصر کا خیال تھا کہ وہ سورج دیوتا "راع" (RE) کا مظہر و مجسمہ ہیں۔ ایران کے اکاسرہ کہتے تھے کہ ان کی رگوں میں الٰہی خون گردش کر رہا ہے۔ کسریٰ پرویز کی

تعریف یہ کی جاتی تھی کہ :۔

وہ خداؤں میں انسان لافانی اور انسانوں میں خدائے لاثانی ہے، وہ سورج کے ساتھ طلوع ہوتا اور اپنے نور سے تاریک راتوں کو روشن کرتا ہے"۔

رُوم کے قیصر بھی خدا سمجھے جاتے تھے اور ان کا لقب AUGUST یعنی عظیم وجلیل ہوتا تھا۔ چینی اپنے شہنشاہ کو آسمان زادہ سمجھتے تھے، اُن کا اعتقاد تھا کہ آسمان نر اور زمین مادہ ہے اور دونوں کے ملنے سے یہ کائنات بنی ہے۔ عرب اپنے سوا ساری دُنیا کو عجم (بے زبان) سمجھتے تھے۔ قبیلہ قریش اپنے کو تمام قبائل سے برتر اور افضل سمجھتا تھا۔ ہندوستان اس معاملہ میں ساری دنیا سے آگے تھا۔ یہاں کے باشندوں کو چار طبقوں میں تقسیم کر دیا گیا تھا۔ (۱) برہمن اور مذہبی طبقہ۔ (۲) فوجی اور سپاہی یعنی چھتری (۳) تجارت و زراعت کرنے والے یعنی ویش (۴) خدمت گار یعنی شودر۔ یہ سب سے نچلا طبقہ گردانا جاتا تھا۔ اس طبقاتی تقسیم میں برہمن کو ایسی عظمت اور مرکزی حیثیت حاصل کہ کوئی دوسرا اس کا شریک سہیم نہ تھا، اور شودر برہمن کے ساتھ بیٹھنے، اسے چھونے یا مذہبی کتابوں کی تعلیم حاصل کرنے کا مجاز نہ تھا۔ کُتے، بلی، مینڈک، چھپکلی، کوّے، اُلّو اور سُور کے مارنے کا کفارہ برابر تھا، پیشہ ور قوموں کو شہر کے اندر قیام کی اجازت نہ تھی۔

عین اس وقت جب نسلی اور طبقاتی تقسیم کی چکی میں پوری دنیا پس رہی تھی، انسانی عظمت و تقدس کو پامال کیا جا رہا تھا، محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے وحدت و مساواتِ انسانی کا ایسا انقلاب انگیز اعلان فرمایا جس نے نسب و نسل کے تمام بتوں کو سرنگوں کر کے تاریخ کا دھارا بدل دیا۔

ایھا الناس ان ربکم واحد وابا کم واحد کلکم لآدم وادم من تراب، ان اکرمکم عند اللہ اتقکم، لیس لعربی علی عجمی فضل الا بالتقوی۔ (کنزالعمال)	اے لوگو! تمہارا رب ایک اور تمہارا باپ بھی ایک ہے تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے بنے تھے۔ تم میں اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے اور کسی عربی کو کسی عجمی پر فضیلت حاصل نہیں مگر تقوٰی کے ساتھ۔
ان اللہ قد ذھب عنکم عصبیۃ الجاھلیۃ وفخرہا بالا با انما ھو مومن تقی او فاجر شقی۔ الناس بنو ادم وادم خلق من تراب۔ لا فضل لعربی علی عجمی الا بالتقوی۔ (ترمذی)	اللہ تعالیٰ نے تم سے جاہلی عصبیت اور آباؤ اجداد پر فخر کا طریقہ ختم کر دیا ہے اب یا تو مومن متقی ہو گا یا فاجر شقی، تمام انسان آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے بنے تھے کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فضیلت نہیں مگر تقوٰی کے ساتھ۔

اس کے بعد انسان وحدتِ ربوبیت اور وحدتِ بشریت کے جھنڈے تلے جمع ہو گئے نسلی لسانی اور طبقاتی تقسیم کا

فربت واصلِ جہنم ہوا، پھر ایک گھاٹ سے شیر اور بکری کو پانی پیتے دنیا کو دکھا۔ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے
انی نژاد سلمان فارسیؓ کو فرمایا: سلمان منّا اھل البیت۔ یعنی سلمان اہل بیتِ نبوت میں سے ہے۔ جب
بدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کے مبلغ علم کے متعلق دریافت کیا گیا تو انہوں نے بڑے فخر کے ساتھ فرمایا:-

لم العلم الاول والآخر بحر لاینزف — انہیں علم اول اور علم آخر سب کا علم تھا اور وہ ایسا دریا تھے
ھو منا اھل البیت — جو پایابی سے ناآشنا رہا، سلمان ہم اہلبیتِ نبوت
(الاستیعاب) — میں سے ہیں۔

علم اول سے مراد کتبِ سابقہ کا علم اور علم آخرت سے مقصود آخری کتابِ الٰہی قرآن مجید کا علم ہے۔

اور یہ اسلامی مساوات ہی کی کرشمہ سازی تھی کہ جب حضور سیدِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غلام زادہ حضرت
مہ بن زیدؓ کی کمان میں شام کو لشکر روانہ فرمایا تو اُن کی ماتحتی میں جلیل القدر قریشی اور انصاری صحابہ جن میں سیدنا صدیق اکبرؓ
سیدنا فاروقِ اعظمؓ بھی تھے لیکن کسی کو بھی اس پر اعتراض نہ ہوا، اور نہ کسی کے دل میں ملال آیا کہ ایک غلام زادے کو
ل القدر مہاجرین و انصار کا سربراہ کیوں بنا دیا گیا۔

امیر المومنین سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا اندوہگین سانحہ پیش آیا تو سیدنا عثمان ذوالنورینؓ،
نا علی المرتضیٰؓ جیسے کبار صحابۂ کرام موجود ہونے کے باوصف آپ کی وصیت کے مطابق آپ کی نمازِ جنازہ ایک غلام نے پڑھائی
نہی کی اقتدا میں سب صحابۂ کرامؓ نے نمازِ جنازہ ادا کی۔ اور وہ تھے سیدنا صہیب رُومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اور بات اسی پر ختم نہیں
اتی بلکہ یہی غلام خلافت جیسے بلند ترین منصب پر تین دن تک فائز رہا اور کسی بھی مسلمان نے اعتراض نہ کیا اور نہ ہی کسی کی
نی پر ناگواری کے آثار تھے۔ یہ تمام اسلامی تعلیماتِ اخوت و مساوات کا اثر تھا۔ اسی طرح تمام سلاسلِ طریقت کے امام
بلِ سر سبد حضرت خواجہ حسن بصریؒ بھی ایک غلام زادہ تھے۔

یہ ایک بے حد حیرت افزا حقیقت ہے کہ عربوں کی سب سے بڑی قاہرہ حکومت جو بنو امیہ اور بنو عباس پر بسیط تھی اُس
ن کے کتنے ہی عجمی علماء و فضلاء کو انہی عربوں نے نہ صرف اپنا امام [illegible] بنایا بلکہ اُن کی جوتیاں
نے کو فخر سمجھا اور دینی علوم میں ان کے تفوق اور امتیاز کے [illegible] سے [illegible] جن سے
عرب کو محروم رکھا گیا۔

چنانچہ امام محمد بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن مغیرہ الجعفی البخاری صاحب جامع الصحیح البخاری کو "امیر المومنین فی الحدیث" کے
سے نوازا، اور اُن کی کتاب کو "اصح الکتب بعد کتاب اللہ" کا درجہ دیا۔ امام ابوالمعالی عبدالملک الجوینی نیشاپوریؒ
ب علماء اور فضلاء نے "امام الحرمین" جیسے امتیازی لقب سے نوازا۔ اور امام ابوحامد محمد بن محمد الغزالی الطوسیؒ کو
"حجۃ الاسلام" کہہ کر پکارا۔

اسلام کے اس اصلاحی اور انقلابی کارنامے کا اعتراف غیر مسلم مؤرخین کو بھی ہے نمونہ کے طور پر ملاحظہ ہو:۔
مشہور برطانوی مؤرخ مسٹر ٹائن بی (A.J.TOYN BEE) اسلامی مساوات کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتا ہے:۔

"مسلمانوں کے درمیان نسلی امتیاز کا خاتمہ اسلام کے عظیم کارناموں میں سے ایک ہے، اور موجودہ دور میں تو اسلام کی یہ سعادت وقت کی سب سے بڑی ضرورت ہے"

انہی نسلی، نسبی، لسانی اور طبقاتی امتیازات کو بالائے طاق رکھ کر علامہ عبدالکریم سمعانیؒ نے اپنی معروف کتاب "الانساب" میں پیشہ ور حضرات کے ورع و تقویٰ، زہد و ریاضت اور علمی شوکت و سطوت کے ایمان افروز تذکرہ سے مادہ پرست دنیا کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا ہے۔ لیکن جہاں علامہ عبدالکریم السمعانیؒ کی "الانساب" جیسی نادر الوجود اور گراں بہا کتاب کی دستیابی بیحد مشکل ہے، اور پھر اس سے استفادہ ہر کس و ناکس کے بس کا روگ بھی نہیں ہے ـــــ ناشکری اور بخیلی ہوگی کہ اندریں حالات مرکز علم دارالعلوم حقانیہ کے شعبۂ مؤتمر المصنفین اور صاحبِ علم و دانش فاضل جلیل عالم نبیل علامہ عبدالقیوم حقانی کے سپاس گذار نہ ہوں جنہوں نے ادبی رعنائیوں سے مزین وقیع تحفہ "اربابِ علم و کمال اور پیشۂ رزقِ حلال"، پیش کرکے علمی دنیا پر احسانِ عظیم فرمایا ہے، جو بے حد وجد آفریں فکر انگیز اور عبرت آموز ہے ـــ علامہ حقانی کا حسنِ انتخاب اس اعتبار سے بھی لائقِ تحسین و ستائش ہے کہ اسی طبقہ کے علمی کمالات کو آشکارا کیا جو معاشرہ کی ستم رانیوں سے نالاں تھا اور جسے معاشرہ میں عزت و توقیر کا سزاوار قرار دینے کی بجائے رذالت کے بحرِ عمیق میں دھکیلنے کی ہمیشہ مذموم جسارت کی جاتی رہی۔ لیکن ان نامساعد اور ناموافق حالات کے باوجود "پیشہ ور" حضرات نے اپنی جبلی اور فطری خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لاکر ثابت کردیا کہ روحانی اور مادی ترقی میں نسلی امتیازات دخیل نہیں ہوسکتے۔ بلکہ یہ انسانی خلوص و محنت اور نصرتِ خداوندی کا رہینِ منت ہے۔ انہوں نے مالی زبوں حالی سے بچنے کے لیے معاش اور کسبِ حلال کیلئے دستکاری، صنعت گری کا پیشہ اپنایا اور علوم نبوت سے اکتسابِ فیض سے آسمانِ علم و معرفت پر نجوم الہدیٰ بن کر چمکے اور زمانے کے مقتدا اور امام بن گئے۔

علامہ حقانی موصوف نے تاریخی شواہد سے "پیشہ ور" حضرات کی عظمتِ رفتہ کو حیاتِ سرمدی سے نوازا اور اسے ہم دوشِ ثریا بنادیا جس سے نہ صرف پیشہ ور لوگوں کو سرفرازی نصیب ہوئی بلکہ طبقۂ علماء کا بھی سر فخر سے بلند ہوگیا ہے۔ اللہ رب العزت موصوف کی اس انقلاب آفریں تالیف کو مسلمانوں کیلئے نفع بخش اور فیض بار بنائے اور ان کے علم و عمل میں پیش از پیش ترقی عطا فرمائے اور ادارہ مؤتمر المصنفین اور اس کے اربابِ اہتمام و منتظمین کو اجرِ عظیم عطا فرمائے اور ان کی مساعی کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ آمین